رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۲۹۴
فون نمبر ۳۰۰۱

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

ہفت روزہ

المنبر

لائل پور

رئیس التحریر: عبدالرحیم اشرف

اتحادِ عالمِ اسلامی :- ایک تجویز

بشیر احمد خاں خاموش

مؤتمر عالم اسلامی پاکستان ریجن کے زیر اہتمام مورخہ ۲۱ جون کی شام کو جناب ابراہیم العنقری قائم مقام سفیر خادم سعودی عرب کی زیر صدارت یوم بیت المقدس کے سلسلہ میں ایک عظیم اجتماع میں خان انعام اللہ خاں جنرل سیکرٹری ورلڈ کانگریس نے جس موثر اور والہانہ انداز میں عالم اسلام کو دعوت اتحاد دی، دل چاہتا ہے وہ آواز ان تمام باغ تک ہی محدود نہ رہے بلکہ ہر اس آبادی کے تمام گوشوں میں پہنچ جائے جہاں مسلمان آباد ہیں بڑی مدت کے بعد ایک زندہ دلنشیں اور پُرخلوص آواز سننے میں آئی ہے سامنے دوران تقریر تمام دنیا کا نقشہ تھا انہوں نے اپنی تقریر میں کشمیر کے مسلمانوں سے لیکر قبرص، ارٹیریا، فلسطین اور بھارت سب مسلمانوں کے حالات ایسے دردبھرے انداز میں بیان کئے کہ اس کا اثر سارے جلسہ میں محسوس ہوتا تھا مجھے بھی اس جلسہ میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور میری آنکھوں کے سامنے تحریک خلافت کے زمانے کے جلسے اور جلوس آگئے اور اس کے ساتھ ساتھ زندہ جاوید ... کی بیدار کن تقریروں کی یاد بھی تازہ ہوگئی وہ تقریر کر رہے تھے اور میں سامعین کے جذبات اور تیور کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس اجتماع میں جیسا کہ عام طور سے ایسے جلسوں کے مقصد میں ہوتا ہے، درمیانہ اور غریب درجے کے مسلمان شریک تھے ہمارا اعلیٰ طبقہ جن کو حکومت کے اداروں میں مختلف مسندیں نصیب ہو چکی ہیں اور ہمارے بڑے بڑے تاجر جن کو دولت اور ثروت کے ... میسر ہیں، اس جلسہ گاہ میں کم نظر آئے نعرہ تکبیر کی صدائیں بار بار بلند ہو رہی تھیں اور سامعین کے ... کے جذبات اظہار کی تلاش میں مضطرب تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر سے پرانے زخم تازہ کر دئیے اور سامعین پر واضح کیا کہ دنیا کی کوئی حکومت برطانیہ ہو یا امریکہ اور روس ہو یا ... ... اور ... کے تحت پاکستان ... ترکی اور انڈونیشیا ... ہے اور ... ان کی دوستی ... اپنے ... کے ارد گرد ... صرف اس حد تک ہمارے ساتھ ... دوستی ان کے ... ثابت ہو سکتی ہے ... اتحاد عالم اسلام ... اتفاق

ایسے ممالک میں پہنچ رہا تھا، جہاں مسلمان آباد ہیں اور جن کی مشترکہ معاشرت مسلمان حکمران ہیں کیا وہاں بھی عوام کے ایسے اجتماعات ایسی دعوت کے ساتھ منعقد ہو رہے ہیں۔ کیا ان ممالک کے عوام میں ایسی صدائیں بلند ہو رہی ہیں؟ کیا مصر، عراق، شام، اردن، سعودی عرب، ایران، افغانستان، ترکی میں بھی عالم اسلام میں اتحاد کی دعوت کی تاثیر اسی انداز میں ہو رہی ہے؟ برصغیر بھارت، پاکستان کے لئے ایسے اجتماعات کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہاں کے مسلمان تو مراکش سے لیکر انڈونیشیا تک ہر جگہ مسلمانوں کے دکھ اور درد میں ہمیشہ شریک رہے ہیں۔ جب عربوں نے ترکوں کا ساتھ چھوڑا، تو یہ آواز اسی سرزمین سے ہی بلند ہوئی تھی

متاع قافلہ حجازیاں بروند
دلے تو لب نکشادی کہ یار ماہ ... است

اور پھر جب خلافت ختم ہوئی تو یہ آواز بھی اسی سرزمین سے بلند ہوئی تھی۔

ہو ... کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مور بے پر حاجتے پیش سلیماں نبرد

مگر کیا یہ آواز یہ روح اور ایمان افروز منظر دیگر اسلامی ممالک میں بھی نظر آتے ہیں۔ دنیائے اسلام کے عوام تو ہمیشہ زندہ رہے ہیں۔ اور زندہ رہیں گے عوام نے اسلام سے کبھی غداری نہیں کی۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ مرکزیت اسلام سے جب کبھی غداری ہوئی ہے دکھ کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ غداری اکثر مسند اقتدار کی طرف سے ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک دنیائے اسلام کے مسلمان ایک مرکز، ایک پلیٹ فارم، ایک مقصد کیلئے جمع نہیں ہوتے؟ آخر اتحاد عالم اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ کیا ہے۔ اتحاد بین المسلمین پیغام اسلام کی حقیقی روح ہے نسل، وطن، زبان اور جغرافیہ کی تمام قیود وہ زنجیریں جو اسلام نے توڑ دی تھیں اور جن بتوں کو توڑنے کے لئے اسلام آیا تھا۔ آج وہی زنجیریں وہی بت، پھر وحدت ملت اسلامیہ کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ ایک دین، ایک ملت کا تصور ختم ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہر جگہ مسلمان غیر مسلم قوتوں کے لئے ایک لقمہ تر بنا ہوا ہے۔ مگر مسلمان عوام اب بھی ایک مرکز کی طرف آنے کو تیار ہیں انکی وابستگی اور عقیدت اب بھی اپنے مقامات مقدسہ سے ہو

رہتا ہے۔ جو پہلے تھی تو پھر مسلمانوں کے اس عالمگیر اتحاد میں سب سے بڑا پتھر کونسا ہے؟ کیا آزاد اور نیم آزاد اسلامی ممالک کے سربراہ ہی تو اس اتحاد میں سب سے بڑی رکاوٹ نہیں ہیں؟ کیا ابھی لوگ تاوقتیکہ خود پہرہ دشمنان اسلام کے ہاتھ میں ترچھی کھیل رہے؟ دنیا کی تمام بڑی طاقتیں سمجھ چکی ہیں کہ آج کا مسلمان عرب ہو یا ترک یا افغان یا ایرانی وہ "مسلمان" نہیں رہا ہے۔ جو خاک یثرب سے چلا اور چین، اندلس، افریقہ کے صحراؤں تک پہنچ گیا تھا آج ہم اپنے محدود مفادات کیلئے کبھی ایک ہاتھ کا سہارا لیتے ہیں اور کبھی دوسرے ہاتھ کا سہارا ہے گویا ملت اسلامیہ کے مزاج کی تو ہین ہے افسوس کیسا تھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسی اجتماع میں جہاں ایک ایسی زندہ تقریر کی گئی اور جس جلسہ گاہ میں اور بھی تقاریر اسی انداز میں ہوئیں جو قرارداد اجتماع بیت المقدس کے بارے میں پیش ہوئی ہوگی وہ انداز کچھ اور تھا۔ جلسہ گاہ کے مزاج اور تیور کی صحیح ترجمان نہ تھی۔ ہمارے قول اور فعل میں یہ تضاد کب تک رہیگا یہ دین اور کیطرف ہمارا مسلسل رخ ہمارے مستقبل کے چہرے پر ایک چوٹ ہے۔

بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضہ کیخلاف یہ انداز احتجاج۔ کافی اور موثر نہیں ہے۔ میدان جنگ میں کھوئے ہوئے علاقے، میدان جنگ میں ہی واپس ملسکتے ہیں یہودیوں کے حملہ کو بزدلانہ حملہ کہنا بھی ہماری بے بسی کم ہمتی اور غفلت کا اعتراف ہے۔ دشمن دشمن ہے۔ اس سے دشمنی کا گلہ عبث ہے۔ محنت کاوش جفاکشی، ایثار اور قربانی کے انعامات یہی فتوحات ہی ہوتی ہیں۔ غفلت تن آسانی اور ذاتی مفادات کی پرستش میں ایسی ذلتیں اور رسوائیاں لکھیاں ہی ہوتی ہیں۔ قانون فطرت مسلمان اور غیر مسلم اقوام دونوں کے لئے ایک ہے اسلئے اپنے کھوئے ہوئے مقامات کے حصول کیلئے یہ انداز سعی ہی کافی نہیں ہے بیت المقدس کی حفاظت اور پاسبانی کا مسئلہ صرف اردن کا مسئلہ نہیں تھا اور نہ کبھی ہو گا۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور بیت المقدس وہ مقامات ہیں اگر واقعی دین سے وابستگی ہے تو جن کی حفاظت اور پاسبانی ہم صرف ان حکومتوں پر چھوڑ کر اپنے دینی فرائض اور ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے جن حکومتوں کی حدود میں وہ مقامات موجود ہیں خود ان حکومتوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ تمام دنیائے اسلام کی طرف سے ان مقامات کی حفاظت

و حفاظت کے امین ہیں۔ انہیں بھی دیانتداری کیساتھ اس ذمہ داری کو محسوس کرنا چاہئے اور اگر وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں کچھ دقت محسوس کرتے ہیں۔ تو انہیں بڑی جرأت کے ساتھ سب مسلمانوں کو دعوت دینی چاہئے کہ وہ بھی آئیں اور ان مقامات کی حفاظت میں ان کی امداد کریں۔ بیت المقدس صرف اردن کے لئے مقدس مقام نہ تھا بلکہ تمام دنیائے اسلام کیلئے قبلہ اول ہونے کی حیثیت سے ایک مقدس مقام ہے۔ ایسے حالات میں کیا یہ تمام دنیائے اسلام کیلئے قابل فکر اور موجب غور نہیں ہے کہ کہاں تک ایسے مقدس مقامات کی حفاظت صرف ان حکومتوں پر چھوڑی جا سکتی ہے جہاں جہاں یہ مقامات موجود ہیں؟ کیا اس سلسلہ میں پاکستان ایران، افغانستان، ترکی، مصر، مراکش، انڈونیشیا اور دوسرے اسلامی ممالک کی کچھ ذمہ داریاں نہیں ہیں۔ حالیہ جنگ میں شکست تو عربوں کو ہوئی مگر نقصان سب عالم اسلام کا ہوا اور آج عرب قوم کے ساتھ دوسرے غیر عرب مسلمان ممالک بھی اس ذلت کے داغ اپنی پیشانی پر لئے ہوئے ہیں۔ جب بیت المقدس، مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سب کے لئے جان سے زیادہ عزیز ہیں، تو پھر کیا ان کی حفاظت اور ان کی خدمت کے لئے تمام اسلامی ممالک کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسی تجویز اور تحریک پیش کریں جس سے نہ صرف یہ علاقے واپس حاصل کئے جا سکیں بلکہ یہودیوں اور یہودیوں کے سامراجی ساتھیوں کو بھی یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ایسے مقدس مقامات کی طرف کبھی بری نظر ڈال سکیں۔ بین الاقوامی سطح پر ایک مسلم فوج کا قیام ایک موثر قدم نہیں ہو سکتا، ایک ایسی مسلم فوج جس میں ہر مسلم ملک کی افواج کی نمائندگی ہو اور جو ایسے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے مقامی حکومتوں کی افواج کے شانہ بشانہ ضرورت کے وقت دشمنوں سے نبرد آزما ہو سکے آج تمام غیر مسلم ممالک پر جس ہوس ملک گیری اور سرمایہ کی حکمرانی ہے اور یہودیوں کے عزائم کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اسرائیل دنیائے اسلام کے قلب میں ایک ناسور ہے اور اس کی ہوس ملک گیری روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس جنگ نے اس کے حوصلے اور بھی بلند کر دیئے ہیں اور اس کے عزائم پر در پردہ اور کھلے طور پر ہمارے قدیم دشمنان اسلام بھی شریک ہیں۔ ہم آج ایک نہایت اہم موڑ پر آگئے ہیں اگر آج عالم اسلام قبلہ اول کے کھو جانے پر بھی متحد اور منظم نہ ہوا اور کوئی موثر قدم نہ اٹھایا تو پھر خاکم بدہن انجام کچھ اور ہوگا ایسے مخدوش حالات میں تمام اسلامی ممالک کا باہمی اتحاد وقت کی سب سے بڑی پکار ہے اور مقامات مقدسہ کی تقدیس کی حفاظت اسلامی ممالک

(باقی صفحہ [illegible] پر)

هفت روزہ
المنبر لائل پور
جلد ـــ ۱۳
شمارہ ـــ ۱۴
۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
۶ جولائی ۱۹۶۸ء

(۲)

فلم خانہ خدا چل رہی ہے!

علماء دین اور ارباب اختیار کیلئے لمحہ فکریہ

فلم خانہ خدا ـــ اور اس سے پہلے "توبہ" "سجدہ" اور "توحید" کے نام سے جو فلمیں پیش کی جا چکی ہیں، ان میں اسلام کے حاملین کا براہ راست نہیں بالواسطہ دخل ضرور ہے ـــ حکومت پاکستان نے ایک بورڈ اس مقصد کے لئے قائم کر رکھا ہے جو فلموں کا جائزہ لیتا ہے ان کے جواز اور عدم جواز کا فتویٰ دیتا ہے اور قابل اعتراض حصوں کو حذف کرنے کا مجاز ہے، پورے اعتماد سے تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس وقت کے اس "فلم سنسر بورڈ" میں کوئی "عالم دین" ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون بزرگ ہیں جو اس فریضے سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں، تاہم پچھلے دنوں تک اس سنسر بورڈ میں ایک معروف عالم تھے ـــ یہ بورڈ رقص، موسیقی، عریانی، مرد و زن کے اختلاط، بوس و کنار اور دوسرے تمام "مناظر" کو جائز قرار دیتا رہا ہے اور اب بھی جائز قرار دے رہا ہے اور یہ سارا کام اس کے باوجود ہو رہا ہے کہ خود صدر ایوب نے جو دستور اس ملک کے لئے ترتیب دیا اور نافذ کیا اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ مملکت پاکستان کا اہم ترین فرض یہ ہے کہ باشندگان پاکستان کو یہ سہولت مہیا کی جائے کہ وہ اپنی زندگیاں کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھال سکیں ـــ اور اس "سہولت" میں شاید یہ تفریح بھی شامل ہے جو کسی معقول آدمی سے اختلاف کے بغیر قتل، اغوا، بدکاری، بے حیائی، بے راہ روی، فریب کاری کے عام کرنے اور دیکھنے والے لاکھوں انسانوں کو ان جرائم کے نئے نئے طریقوں سے آگاہ کرنے اور ان جرائم کی تربیت دینے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے ـــ اور اب اس سنسر بورڈ نے "فلم خانہ خدا" کے جواز کا فتویٰ بھی دیا ہے۔

ہم اس مرحلہ پر اس تازہ ترین بحث کی جانب بھی اہل نظر کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو ابھی پرسوں مغربی پاکستان اسمبلی میں اس فلم کے سلسلے میں ہوئی، اس فلم کے پاکستانی نمائش کنندہ الحاج حمید محمود صاحب جو بہت بڑے فلم پروڈیوسر بھی ہیں اور صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی، انہوں نے یہ تحریک کی کہ اس "اصلاحی فلم" کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اس پر جناب احمد سعید کرمانی وزیر مالیات مغربی پاکستان نے فرمایا۔

"فلم خانہ خدا کو جبکہ نمائش صوبے کے مختلف شہروں میں کی جا رہی ہے تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک تجارتی فلم ہے جس کا مقصد اس کی نمائش کرنے والوں کیلئے ذاتی نجی منافع حاصل کرنا ہے، فلم درحقیقت حج کے بارے میں ہے لیکن محکمہ اس کی اسلامی اقدار کے بارے میں اور اس میں کسی قسم کی تفریح کے فقدان ہونے کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے ـــ انہوں نے مزید فرمایا کہ اگر چوہدری حمید محمد نے جنہوں نے فلم نمائش کے لئے پیش کی ہے وزارت اطلاعات کو درخواست پیش کی ہو کہ اسلامی مشاورتی کونسل کی رائے حاصل کی جائے گی اور اگر اس کونسل نے رائے دے دی کہ اس فلم میں تفریح کا سامان نہیں تو فلم کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کے معاملہ پر غور کیا جائیگا۔"

وزیر محترم کے اس ارشاد پر ہمیں دو باتیں عرض کرنی ہیں:

اول، تو یہ کہ ہمارا موقف شروع سے اب تک یہ ہے کہ اس فلم کے شرعاً حرام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ حج ایسی اسلامی عبادت کو "لہو و لعب" اور سامان تجارت و ذریعہ نفع اندوزی بنایا گیا ہے، وزیر موصوف نے اس کی تجارتی اور کاروباری حیثیت کو تو واشگاف الفاظ میں واضح کر دیا۔ رہا اس کا لہو و لعب ہونا تو کوئی صحیح الدماغ انسان اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ "فلم" اپنی جبلت، مقصد اور تاریخ و کردار ہر اعتبار سے "لہو و لعب" ہے اور کتاب الٰہی اپنے ماننے والوں کو بلا ابہام فرماتی ہے:

وذر الذین اتخذوا دینہم لھوا ولعبا ـــ ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرو جو دین کو لہو و لعب بنا رہے ہیں۔

دوم۔ دوسرا اہم پہلو جناب وزیر صاحب کے ارشاد کا یہ ہے کہ حج ایسی مقدس عبادت کے بارے میں "فلم" کے جواز اور عدم جواز یا اس کے اسلامی اور غیر اسلامی ہونے کے سلسلے میں "اسلامی مشاورتی کونسل" کی جانب رجوع کرنے اور اس سے فتویٰ طلب کرنے کا احساس اس وقت تو ابھرا جب اس فلم کے نمائش کنندہ نے اسے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا مطالبہ کیا، لیکن جب مسئلہ اٹھا تھا کہ اسلامی شریعت کی رو سے فی نفسہ حج ایسی اسلامی عبادت کی فلم ناجائز ہے یا جائز؟ تو اس وقت یہ ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ اسلامی مشاورتی کونسل سے فتویٰ طلب کیا جائے درانحالیکہ وزیر موصوف نے اسی بحث میں فرمایا کہ "ہاں بعض علماء فلم خانہ خدا کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔"

یہ بات اسلام سے وفاداری کے خلاف ہے کہ جب شعائر اللہ کی توہین کا پہلو سامنے ہو تو اسلامی شریعت سے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی جائے لیکن جب مسئلہ چند روپوں کا ہو تو اس ضرورت کا احساس پیدا ہو جائے۔

بہر نوع یہ نحیف آواز ارباب اختیار تک پہنچی ضرور کہ اسلامی نقطہ نظر سے فلم خانہ خدا شعائر اللہ کی توہین، دین کو لہو و لعب بنانے اور دینی اقدار کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے ـــ لیکن اس کے پیچھے کوئی ایسی قوت نہ تھی جو ذمہ داران نظم و نسق کو کسی مادی نقصان سے دوچار کرنے والی ہوتی اس لئے یہ آواز صدا بصحرا ہو کر رہ گئی اور فلم جوں کی توں چلتی رہی اور چل رہی ہے۔

اسی ضمن میں ہم ارباب اختیار سے ایک الجھن کا حل دریافت کرنے کی جسارت بھی کرتے ہیں، صورت واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسئلہ محض علمی حیثیت سے پیش کیا جائے تو خواہ وہ کس قدر سنگین کیوں نہ ہو اقتدار پر قابض طبقات اس سے وہی سلوک کرتے ہیں جو فلم خانہ خدا کے اسلامی شریعت کے خلاف ہونے کی رائے سے کیا گیا، یعنی سنا اَن سنا کر دیا گیا، لیکن جب یہی مسئلہ ایک "تحریک" کی صورت اختیار کر جاتا ہے، اسے پیش کرنے کے لئے سیاسی انداز بیان معمول بنتا ہے اور بات عوامی احتجاج و مظاہرہ تک پہنچتی ہے تو ارباب حل و عقد یہ فرماتے سنائی دیتے

دیتے ہیں کہ مذہب کو ایک پارٹ کیا جا رہا ہے۔

یہاں الجھن یہ پیدا ہوتی ہے کہ کسی بھی دینی مسئلہ کو محض علمی اور استدلالی حیثیت سے پیش کرنے والے اہل حق جب اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ارباب اختیار ان کی آواز پر صرف اس لئے توجہ نہیں دیتے کہ وہ "سیاسی دباؤ" نہیں ڈالتے تو کیا یہ واقعہ نہیں کہ ارباب اختیار انہیں یہ سمجھاتے ہیں کہ اگر آپ کو اپنی پیش کردہ دینی حقیقت کو منوانا ہے تو "سیاسی دباؤ" کی قوت حاصل کرو — یا اس کا رد عمل اس صورت میں رونما ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے کہ عرف عام میں سیاست بازی سے گریزاں اہل حق جو مسلمان عام اہل اسلام اور ارباب اختیار سبھی سے نصح و خیر خواہی کا تعلق رکھتے ہیں اور کسی کے حریف ہونے کے بجائے داعی الی اللہ کی حیثیت سے فریضہ دعوت انجام دیتے ہیں، وہ تو اپنی سلامت روی کے جرم کی پاداش میں عوام و خواص دونوں میں بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان کی جگہ وہ سیاست باز آ جاتے ہیں جو حکومت کے حریف بھی ہوتے ہیں اور مسائل کو حل کرنے کے لئے "سیاسی دباؤ" کو ناگزیر بھی سمجھتے ہیں۔

کیا ارباب اختیار یہ طرز عمل دانستہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسکے دور رس نتیجے کے خواہاں ہیں جو ابھی عرض کیا گیا یا یہ ایک ایسی غلطی ہے جو نادانستہ محض عادتاً اور اقتدار کے نشے میں چڑھ جانے سے لاپرواہ ہونے کے باعث کی جا رہی ہے۔

ہم یہ عرض کرنے میں تامل محسوس نہیں کرتے کہ ارباب اختیار اپنے اس طرز عمل سے دینی اور رائج سیاست سے گریزاں دینی حلقوں کو مایوس بھی کر رہے ہیں اور بد دل بھی اور انہیں اس جانب دھکیل بھی رہے ہیں کہ اگر انہیں دین کی حفاظت محبوب ہے تو اس کا واحد ذریعہ مغربی سیاست ہی ہے جس میں عوام کو مشتعل کر کے حکومت کے خلاف منظم کیا جاتا ہے اور پھر مظاہروں اور دوسرے وسائل سے کام لے کر اپنی بات منوائی جاتی ہے اس طرح دین کو بھی اسی طریق کار اختیار کرنا چاہئے ورنہ بے اثر ہو کر سیاسی طالع آزماؤں کے لئے میدان خالی کر دینا ہوگا۔

ہم انتہائی خیر خواہی کے جذبے سے اور اتمام حجت کی خاطر پاکستان کے حکمران طبقہ اور حکام دونوں سے یہ عرض کریں گے کہ اولاً تو ان کے دلوں میں خدائے غیور کا خوف کم از کم اتنا ہونا چاہئے کہ وہ ہر کام کو انجام دینے سے قبل از خود سوچیں کہ کہیں یہ کام مالک الملک بخشندہ اقتدار اور محروم اقتدار کرنے والے غیور خدا کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

ثانیاً اگر خدانخواستہ یہ جذبہ کمزور ہو تو جب ان کے سامنے دلائل سے مدلل بات کہہ دی جائے کہ آپ کا فلاں اقدام الٰہی ضابطہ ہدایت کے خلاف اور دنیا و آخرت دونوں کے خسارے کا باعث ہے تو انہیں فی الفور اس جانب متوجہ ہو جانا چاہئے۔ غلط کار و نام نہاد مفتیان بے توفیق سے کہیں زیادہ خوف خدا رکھنے والے علماء دین ہی کی جانب متوجہ ہونا چاہئے اور ان کے علم سے استفادہ کے بعد اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کر لینی چاہئے۔

اگر ان دو ذرائع کی جگہ یہ عادت راسخ ہوتی چلی جائے کہ سیاسی دباؤ کے بغیر حق کی آواز قابل اعتنا نہ سمجھی جائے گی تو ارباب اختیار کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اس کا نتیجہ مذہبی ایجی ٹیشنوں کی شکل میں ظاہر ہونے کے علاوہ سیاسی طالع آزماؤں کے طوفان کی صورت میں رونما ہو کر رہے گا۔ یہ خطرہ آج نہیں تو کل یقینی صورت اختیار کر لیگا، اس وقت کی دنیا اسی مزاج کے لئے سازگار ہے اور ہم یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتے کہ اس کا انجام خاکم بدہن ملک و ملت ہمارو شما اور ارباب اختیار سبھی کی پریشانی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

اگر اس انجام سے محفوظ رہنا مطلوب ہے تو اس سلامت روی کو اپنا شب و روز بنا لینا چاہئے کہ ہر مسئلہ پر کھلے دل سے تنقید و اعتراض کو سنا جائے اور پالیسیوں کی ترتیب و تدوین و ترمیم دونوں کا معیار دلیل کو بنایا جائے نہ کہ سیاسی دباؤ یا سیاسی انتشار کو۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کلمۂ نصح و خیر خواہی کو قابل اعتنا سمجھا جائے گا یا نہیں لیکن ہم اس بارے میں مطمئن ہیں کہ حق یہی ہے اور ملک و ملت، اصحاب اقتدار اور عوام سبھی کا مفاد اسی کا متقاضی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

(جاری)

حضرت آدم ہماری طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے، نمازیں تین ہیں، حج چار ماہ میں جب چاہیں ادا ہو سکتا ہے

قرآنی تصریحات اور مسلمہ اسلامی عقائد و افکار میں تحریف کے اس سلسلے کو فی الفور روکا جائے

چار لغو کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ

اسلام کے مسلمہ عقائد و نظریات کو مسخ کر کے امت کو ذہنی انتشار میں مبتلا کرنے کی جو مجنونانہ کوششیں پاکستان میں جاری ہیں ان کے تازہ ترین سلسلے کا انکشاف ادارہ ..... نے ایک پریس کانفرنس میں ہوا۔ یہ پریس کانفرنس ...... پاکستان ایکو دیشن کے ایک ایڈوکیٹ ڈاکٹر محمد اسلم نے بلائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ دستے سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں اسلام کے خلاف فرد یا مذہبی گروہ کی اشاعت کو فی الفور روکا جائے۔ اور اس سلسلے میں دو کتب "تفسیر قرآن پاک" اور "دی ٹرانسلیشن آف دی ہولی قرآن" کے علاوہ دو کتب "میرا سفر" "فلسفۂ زندگی" اور "امن" کو بھی ضبط کیا جائے۔ کیونکہ ان تمام کتب کی تحریریں امت محمدیہ کے لئے انتہائی دل آزار ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں آسان قرآن مجید مع آسان لفظی اور سلیس ترجمہ و آسان تفسیر مرتبہ علی احمد ..... شدہ ..... کی تفسیر قرآن پاک کے صفحہ نمبر ۳۴ پر حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جو لکھا ہے اس کی ..... کو ..... اس تحریر میں مصنف حضرت آدمؑ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"حضرت آدم اسی زمین پر ہماری طرح ماں کے شکم سے پیدا ہوئے جب زمین پر لوگ تہذیب و تمدن کے دور میں پہنچے ہوئے تھے اور زمانہ علم سے آشنا ہو چکا تھا نبوت کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر ابلیس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ابلیس ان ملکوں میں بہت بڑا ملک تھا اور وہ جاہل تھا۔ اور خاص کر وہ اپنے ملک کے پیغمبر وقت کا بھی باقی انکاریوں کے ساتھ انکار کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمایا کہ وہ کافروں میں سے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ملائکہ اور ابلیس سے گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ وقت سے پہلے کے زر پلیٹے ہی ...... تھی۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ کی ساتویں سطر میں یوم حشر کے بارے میں کہ "یہ جو بے وقوفوں نے بنا رکھا ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ بھلا کیا جب زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی تو دنیا کے تمام قبرستان صحیح سالم فضا میں معلق قائم رہیں گے اور ان کے اندر مردے اسی طرح سوئے رہیں گے؟ قبرستان تو ایسے دیکھتے ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔ مذکورہ قرآن پاک مع تفسیر انجمن تبلیغ القرآن ۲۲۔بی ماڈل ٹاؤن لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

اسی طرح فلسفۂ زندگی مرتبہ امیر خانم مطبوعہ اشرف پریس کے صفحہ ۴۵ پر خانہ کعبہ کے طواف سے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے والی شخصیتوں کے متعلق نازیبا الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ کتاب "میرا سفر" مرتبہ امیر خانم کے ۴۴ پر "حجر اسود" سے متعلق انتہائی نازیبا تحریر درج ہے۔ اس کتاب کے سات سو چالیس صفحات ہیں۔ اور ٹائیٹل پر ساڑھے چودہ روپے قیمت درج ہے۔

اسی طرح کتاب "امن" محمد ذکی ...... ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ اسلام میں صرف تین نمازیں اور تین روزے فرض ہیں اور حج مختلف چار مہینوں میں ادا ہو سکتا ہے۔ قربانی کو غیر ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم نے صدر پاکستان سے اپیل کی کہ ان کتابوں کو فی الفور ضبط کیا جائے جن سے پوری اسلامی دنیا کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ آپ نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ آئندہ اس قسم کا مواد شائع کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے ملک میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں۔

پیرزادہ ظفر الحسن عثمانی

اسباب عروج و زوال

(۱) قال الله تعالى هو الذي ايدك بنصره و بالمؤمنين ۔ والف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم انه عزيز حكيم ۔ يايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين ۔ يايها النبي حرض المؤمنين على القتال ۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں وہ ہے جس نے حضور آپ کی تائید کی اپنی نصرت سے اور مومنین سے۔ اور ان کے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اگر آپ تمام زمین کی دولت خرچ کر دیتے جب بھی ان میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی۔ بے شک وہ بڑا غالب اور حکیم ہے۔ اے نبی آپ کو اللہ کافی ہے اور وہ مومنین جو آپ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہیے۔

(۲) وقال تعالى واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون

نیز فرماتے ہیں اور کفار و دشمنوں کے مقابلے کے لئے سامان تیار رکھو جتنی بھی تم سے ہو سکے قوت حاصل کرو اور گھوڑے باندھو جس سے خدا کا دشمن اور تمہارا دشمن مرعوب ہو جائے اور ان کے سوا دوسرے اور بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور جو کچھ اللہ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) خرچ کرو گے تم کو پورا دے دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(۳) وقال تعالى وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك نصيرا ۔

نیز فرماتے ہیں تم کو کیا ہو گیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد نہیں کرتے اور بیکس مردوں عورتوں بچوں کے لئے بھی نہیں لڑتے جو ظالموں کے ظلم سے گھبرا کر دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی دوست اور مددگار بھیج دے۔

(۴) ولو ان اهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض ولكن كذبوا فاخذناهم بما كانوا يكسبون ۔

نیز ارشاد ہے کہ اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا تو ہم نے ان کے اعمال کے سبب ان کو پکڑ لیا۔

(۵) وقال تعالى وقضينا الى بني اسرائيل في الكتاب لتفسدن في الارض مرتين ولتعلن علوا كبيرا فاذا جاء وعد اولاهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولي باس شديد فجاسوا خلال الديار وكان وعدا مفعولا ۔

ایک جگہ ارشاد ہے اور ہم نے بنی اسرائیل سے فیصلہ کن بات کہہ دی تھی کہ تم زمین میں دو بار فساد کرو گے اور بہت زیادہ تکبر کرو گے۔ جب پہلا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ کے لئے اپنے بہادر بندوں کو کھڑا کر دیا تو وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے (اور انہوں نے تم کو نکال باہر کیا) اور ہمارا قول پورا ہو کر رہا۔

(۶) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سئل عن الساعة اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها يا رسول الله قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة

(رواہ البخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا گیا کہ امانت کیونکر ضائع کی جائے گی؟ فرمایا جب (حکومت وغیرہ کا) کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے۔ تو امانت ضائع ہو گی۔ اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔

(۷) وقال صلى الله عليه وسلم لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموها

(رواہ البخاری)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اپنے سے پہلے لوگوں کے راستہ پر چلو گے۔ بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تم بھی اس میں گھسو گے۔

(۸) وقال صلى الله عليه وسلم اذا رأيت شحا مطاعا وهوى متبعا ودنيا مؤثرة واعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بخاصة نفسك ودع عنك العامة

نیز آپ کا ارشاد ہے جب تم دیکھو کہ حرص کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ خواہش نفس کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو (دوسروں کی رائے سے) اچھا سمجھتا ہے (اس لئے مشورہ کی ضرورت نہیں سمجھتا) تو اپنی فکر کرو اور عوام کی فکر چھوڑ دو۔

(۹) وقال صلى الله عليه وسلم الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر ۔

نیز حضور کا ارشاد ہے فرمایا کہ دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

(۱۰) كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل ۔

نیز حضور کا ارشاد ہے فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے پردیسی (پردیس میں) رہتا ہے یا مسافر (راستہ چلتا) رہتا ہے)

اب آیات و حدیث کے معانی و مطالب پر غور کیجئے تو مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب خود بخود واضح ہو جائیں گے۔

۱۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی کامیابی کا پہلا سبب اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ تھی۔ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده وعلى الله فليتوكل المؤمنون ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہو تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ اس کے سوا کسی کی مدد پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کیونکر ہمارے ساتھ ہو گی اس کو دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا ہے۔

ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم اگر تم اللہ کی مدد کرو (یعنی اللہ کے دین کا بول بالا کرنا چاہو) تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جما دے گا۔ (جلادت و شجاعت عطا کرے گا) ایک آیت میں اللہ کے دین کی مدد کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے۔ وان الله على نصرهم لقدير ۔ الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر ولله عاقبة الامور ۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہے جن کی شان یہ ہے کہ اگر ہم ان کو زمین پر اقتدار بخشیں (حکومت و سلطنت عطا کریں) تو وہ نماز کو قائم کریں (جو عبادات بدنیہ میں سے سب سے بڑی عبادت ہے) اور زکوٰۃ دیں (جو عبادات مالیہ میں سب سے بڑھ کر ہے) اور نیک کاموں کا امر کریں۔ اور ہر برائی سے منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ۔

اور تم ہی سب پر غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اور ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ قول کے ساتھ عمل بھی ہو جو اوپر بتلا دیا کہ عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ کی پابندی کی جائے۔ نیکی کو پھیلایا جائے بدی کو مٹایا جائے۔ غرض پہلے مسلمانوں کے ساتھ نصرت الٰہی اسی لئے تھی کہ وہ سچے مومن تھے ان میں الفت و محبت اور اتفاق و اتحاد بھی پورا تھا۔ اس کو بھی غلبہ و اقتدار میں پورا دخل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں تنازع مت کرو۔ کہ اس سے دلوں میں بزدلی پیدا ہو جائے گی۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (یعنی دشمن پر رعب نہ رہے گا چنانچہ مشاہدہ ہے کہ جب دشمن کو ہماری باہمی نزاع و اختلاف کا پتہ چل جاتا ہے اس کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں) اور صبر و استقامت سے کام لو۔ کہ اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے غلبہ کے لئے اللہ کی مدد اور مومنین کی جمعیت کافی ہے۔ غیر مسلموں سے مدد لینے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیجئے کیونکہ جہاد کو بھی مسلمانوں کے غلبہ اور عروج میں بڑا دخل ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں جو پہلا خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی بتلایا کہ جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے ذلیل ہو جاتی ہے اس لئے مسلمانوں کو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے صدیوں سے جہاد کو چھوڑ دیا عیش پرستی میں پڑ گئے یا آپس ہی میں مسلمان مسلمان سے لڑتے ہیں کفار سے جہاد کا مقصود اسلام اور حکومت اسلام کی حفاظت ہے۔ تلوار کے زور سے اسلام کی اشاعت مطلوب نہیں۔ کیونکہ تلوار کے زور سے جو لوگ اسلام لائیں گے وہ منافق ہوں گے۔ اور قرآن میں منافقوں کو سب کافروں سے بدتر کہا گیا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ پھر مسلمان منافقوں کی بھرتی کے طلب گار کیسے ہو سکتے ہیں؟

۲۔ ان آیات میں جہاد کے لئے سامان تیار کرنے کا حکم ہے۔ کہ اپنی استطاعت کے موافق جس قدر ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ۔ اور گھوڑے بھی باندھو۔ حدیث میں قوت کی تفسیر میں تیر اندازی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت یہی بڑی قوت تھی آج کل اس کی جگہ بندوق، رائفل، توپ، مشین گن اور میزائل وغیرہ ہیں۔ گھوڑوں کی ضرورت جنگ میں اب بھی کسی قدر ہوتی ہے۔ مگر زیادہ تر ٹینک، بکتر بند گاڑیاں کام میں لائی جاتی ہیں ان سب کا مہیا کرنا اور اپنے یہاں ان کا ذخیرہ رکھنا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ افسوس ہے کہ اسلحہ سازی کے فن میں سلاطین اسلام اس وقت بہت پیچھے ہیں۔ ہمارے اسلاف پہلے خود اس زمانہ کے اسلحہ خود تیار کرتے تھے اور اس کے لئے کارخانے قائم کرتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت عثمانی میں پانچ سو بحری جہازوں کا بیڑا تیار کیا تھا جس نے ہرقل کا بحری بیڑہ بری طرح پامال کر دیا تھا۔ اور اس کے لئے وہ کسی کے دست نگر نہ تھے بلکہ خود مسلمان کاریگروں سے یہ بیڑہ تیار کرایا تھا۔

بندوق سب سے پہلے بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان میں آئی تھی اس سے پہلے کسی نے بندوق استعمال نہیں کی تھی۔ افسوس کہ سلاطین اسلام نے اس میں ترقی نہ کی۔ یورپ نے پہلے چھرے والی بندوق، رائفل، مشین گن ہی بنائی۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اسلحہ سازی میں کفار سے پیچھے نہ رہیں۔ خود اپنے یہاں ہر قسم کے ہتھیار تیار کریں۔ جبھی تو سلاطین اسلام پر ان کا رعب قائم ہو گا جب تک دوسروں کے دست نگر رہیں گے ہرگز ان پر رعب قائم نہ ہو گا۔ اور حکم الٰہی یہ ہے کہ اتنی قوت بہم پہنچائی جائے جس سے دشمن مرعوب ہو جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ سلاطین اسلام کے پاس دولت کی کمی نہیں، دو درجن کے اوپر مسلمان سلاطین اب بھی موجود ہیں اگر یہ سب مل کر اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کریں جن میں سب کی شرکت ہو تو امید ہے کہ اتنی قوت بہم پہنچ سکتی ہے جس سے دشمن پر رعب قائم ہو جائے تو وہ سلاطین اسلام کے اتحاد ہی سے خائف ہیں اگر یہ سب مل کر مشترک کارخانے قائم کریں تو بہت زیادہ مرعوب ہو جائیں گے۔

ان آیتوں میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جہاں کہیں مسلمان کفار کے ظلم کا شکار ہوں وہاں ظالم حکومت سے جہاد کرنا اور مسلمانوں کو ان کے ظلم سے نجات دلانا فرض ہے جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد موجود تھا کسی جگہ غیر مسلم حکومت کو ظلم کرنے کی مجال نہ تھی۔ کیونکہ جانتے تھے کہ حکومت اسلام فوراً جہاد کا اعلان کر کے ہم پر چڑھ دوڑے گی مگر اب یہ حال ہے کہ جا بجا غیر مسلم حکومتوں میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے ان کو عزت و امان کے ساتھ رہنا دشوار ہے مگر سلاطین اسلام زبانی یا کاغذی احتجاج کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ اگر سب مسلمان سلطنتیں متحد ہو کر یہ الٹی میٹم دے دیں کہ مسلمانوں پر ظلم سے باز آؤ ورنہ ہم سب جہاد کے لئے میدان میں آ جائیں گے۔ تو پھر کسی کافر حکومت کو مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کی جرأت نہ ہو۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر جارحانہ حملہ کیا تھا تو حکومت ایران اور ترکی نے پاکستان کی امداد کا اعلان کر دیا۔ اس سے پاکستانی فوج کے حوصلے بڑھ گئے اور ہندو فوج ایسی مرعوب ہوئی کہ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگی۔ ضرورت ہے کہ اس جذبہ جہاد سے بیگانہ نہ رہا جائے تو ان شاء اللہ مسلمان ہر جگہ غالب اور معزز ہوں گے۔

۴۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ ایمان اور تقویٰ سے صرف آخرت ہی نہیں بلکہ دنیا بھی سنورتی ہے۔ ان کی وجہ سے آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ آج کل ہماری حکومتیں اضافہ آبادی سے خائف ہو کر برتھ کنٹرول اور ضبط تولید کی تدبیریں سوچ رہی ہیں۔ مگر ایمان و تقویٰ سے زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے نہیں کھولتیں۔

ضرورت ہے کہ زمینی پیداوار میں ترقی کے ساتھ ساتھ ایمان و تقویٰ میں بھی ترقی کریں تو ضبط تولید کی نوبت ہی نہ آئے۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ ضبط تولید کی تدابیر سے زنا کی کثرت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے پہلے کنواری اور بیوہ کو زنا کاری سے حمل ٹھہر جانے اور دنیا کی نظروں میں ذلیل ہونے کا خوف تھا۔ اب ضبط تولید کے اسباب سے کام لے کر یہ خوف جاتا رہا۔ اور زنا کی کثرت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے نئی نئی بیماریاں اور بلائیں نازل ہونے لگیں۔

ابر ناید از پئے منع زکات
وز زنا افتد وبا اندر جہات

۵۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی وقت اہل ایمان ظلم و فساد پر کمر بستہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کفار کو ان پر مسلط کر دے گا بنی اسرائیل اہل ایمان تھے مگر جب انہوں نے سلطنت و حکومت کے نشہ میں ظلم و فساد پر کمر باندھی تو خدا نے کافروں اور بخت نصر جیسے مشرکوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ جنہوں نے شام سے بنی اسرائیل کو نکال باہر کیا۔ اور بیت المقدس پر قبضہ کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ پس مسلمان یہ نہ سمجھیں کہ ظلم و فساد کے باوجود ہم سب پر غالب ہی رہیں گے۔ خدا ظالم کو ضرور پکڑتا ہے۔ اور مسلمان ظلم پر کمر بستہ ہوں تو کافروں کے ہاتھ سے ان کو ذلیل کرتا ہے اگر کوئی شریف آدمی ناحق کسی کو قتل کر دے تو جیسے جلادوں کے ہاتھوں اسے سولی یا پھانسی دی جاتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے عروج اور ترقی کا سبب امانت کا حق ادا کرنا تھا جب سے اس میں کمی آ گئی اسی وقت سے زوال شروع ہو گیا۔ امانت کے ضائع ہونے کی صورت بھی آپ نے بتلا دی کہ نا اہلوں کے سپرد کام کیا جائے۔ سب سے بڑا کام حکومت اور سلطنت کا ہے جب اس کو وراثت میں تبدیل کر دیا گیا ایک ہی خاندان میں منحصر کر دیا گیا۔ کہ باپ کے بعد بیٹا بادشاہ ہو خواہ لائق ہو یا نہ ہو۔ اسی وقت سے زوال شروع ہو گیا۔ باپ کے بعد بیٹے کو جب لیاقت اور صلاحیت کے اہل ہونے پر بادشاہ بنا لیں تو اس کا مضائقہ نہیں۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد امام حسن علیہ السلام کو اسی بنا پر خلیفہ بنایا گیا تھا کہ اس وقت وہ سب سے افضل تھے۔ اس کو میراث بنا لینا کہ باپ کے بعد بیٹا ہی بادشاہ ہو خواہ کیسا ہی ہو امانت کو ضائع کرنا ہے۔

اسی طرح جو طریقہ آج کل رائج ہے کہ اس عہدہ کے لئے چند آدمی اپنا نام پیش کرتے ہیں پھر ان میں الیکشن ہوتا ہے ہر امیدوار اپنے حق میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ یہ بھی اسلام میں پسندیدہ طریقہ نہیں۔ حدیث صحیح میں طلب امارت سے منع کیا گیا ہے اور طالب امارت کو امارت دینے کی بھی ممانعت کی گئی ہے (باقی)

موجودہ دور میں علماء کرام کی ذمہ داریاں

(مولانا عبد الرشید حنیف [illegible] علوم اسلامیہ [illegible] جھنگ)

موجودہ معاشرے میں دولت و اقتدار کے حامل عناصر اور جماعتوں نے علماء کے مرتبے کو پامال کرنے کی ہر ممکن سعی اور علماء کی اس وقت کے ایک طبقہ نے اپنے منصب سے بے پرواہ ہو گئے۔ پھر اس وقت جبکہ انہوں نے دین کی مخالفت کے لئے کسی نہ کسی مصلحت کی طرف متعلق التفات کیا اور وہ بھی حکمران طبقہ کی خوشامد کی۔ جب علماء نے اہل دین کو دنیا کے گروہ کے قول اور مال و دولت کے پیش نظر دین کو فروخت نہیں کرنے بلکہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی دولت کی خاطر اپنے فرض منصبی کو پامال کرتے ہیں۔

علماء کا مقام

قرآن کریم نے علماء کے مقام کی نشان دہی کی ہے۔ یعنی حشر من عباده العلماء۔ اور یہ علماء کرام کا خاص گروہ ہے جن کو اللہ سے خوف اور خشیت کے لئے مختص اور ممتاز ہے اور ایک مقام میں وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم متشابہات و متعدد پہلو رکھنے والی آیتوں کی تاویل اللہ جانتے ہیں یا وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں۔ راسخ سے مراد وہ اصحاب علم ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ معرفت حقیقت میں ممتاز ہیں اور خدا کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور وہ خود ہی سے کہ جو دنیا ہو کہ [illegible] اور صداقت پر نظر رکھ کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو ہمیشہ اپنے اور بیگانوں میں یکساں رکھتے ہیں۔ علماء ہر ملک کی شان ہیں جو خوف و خطر اور لوٹ و ظلم بدلا پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اسلامی شعائر کی توہین کرنے والوں کو ... جرأت سے جواب دیتے ہیں اور حکمت و موعظت سے ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حکومت ظلم اور کبر سے پاک رہتے ہیں۔ اپنی زندگی کے ہر سانس کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کو من عبادہ العلماء کے لقب سے قرآن نے یاد کیا۔

کردار علماء

کہ معاشرے کا اثر ہمیشہ رہا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ کا اثر رہا ہے۔ لوگوں کے تعلیم کا اثر ہے جس کی وجہ سے وہ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء کو بھی اللہ نے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا سے تعبیر کیا اور دوسرے مقام پر ان کی لوم خراب ... علماء کا قول ... اس واسطے کی اشاعت کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں جس طرح پہلی قوموں کا حال تھا اسی طرح علماء کی زندگی کا دارومدار بھی ہے۔

علماء کرام اور بادشاہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کے لئے ضروری ہے کہ بادشاہ سے بچا اختیار کرے اس کے جاہ و ثروت سے

متاثر ہو کر کہیں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ اور یہ حقیقت ہے اسی بنا پر سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق پیش کرنے والے کو جہاد اعظم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس کی بین مثال لسان رسالت نے یوں بیان فرمائی۔

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نھتھم علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم واکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطرا۔ رواہ الترمذی (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۳۸)۔

جب بنی اسرائیل کی قوم نے معاصی کو اپنا شعار بنا لیا تو اس وقت ان کو علماء نے روکنا شروع کیا۔ لیکن وہ ان کی دعوت سے بالکل بے نیاز ہو گئے اور معصیت پر ڈٹے رہے جس وقت وہ علماء جو مبتلائے معصیت لوگوں کو دعوت حق دیتے تھے وہ بھی ان جیسے ہو گئے۔ ان کی ایمانی حالت دگرگوں ہو گئی جب کہ انہوں نے ان کی مجالس و آداب کی اصلاح میں کوششوں میں شریک ہوئے۔ تو رب العزت نے ان کو ان جیسا کر دیا۔ اور عیسیٰ اور داؤد کی زبان پر ان کو ملعون قرار دیا گیا۔ جس کی شہادت قرآن مجید بما عصوا وکانوا یعتدون سے پیش کرتا ہے۔

حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور یہ گفتگو بیان کرتے وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا

خدا کی قسم تم اس بد انجام سے بچ نہیں سکو گے تا وقتیکہ تم لوگوں کو حق کی جانب جھکا نہ دو۔

موجودہ دور میں بعض علماء کا طرز عمل

انتہائی دکھ کی بات ہے کہ آج علماء کی ایک اہم تعداد باطل سے مصالحت کر رہی ہے۔ روزمرہ اخبارات میں ان کی تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ لیکن کسی صاحب کو جرأت نہیں ہوتی کہ وہ ان کو تنبیہ کر سکے کیوں؟ اس لئے کہ اہل حق نے ان کی محفلوں کو ترجیح دی جو علماء کا خوف اور خلوص تھا وہ ان کے دلوں سے محو ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ جس گھر میں تصویر (ذی روح) ہو وہاں ملائکہ رحمت قدم نہیں رکھتے۔

علماء کی دعوت حق

شعائر اسلام کی سرِ بازار بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ مختلف سود اور مختلف قسم کے ظلم پر چھپ کیا جا رہا ہے اس کو ہر شخص دیکھ رہا ہے مگر کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ ایسی صورت

پس علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کو عوام و خواص کے سامنے پیش کریں۔

اس دور میں خصوصیت سے علماء کو حسب ذیل چند ضروری امور کی جانب توجہ دینی چاہیے۔

1. باہمی اتحاد و اتفاق
2. فروعی اور اختلافی امور سے کنارہ کشی
3. ہر مکتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر برائی کا انسداد کرنا چاہیے۔
4. فحاشی اور منکرات کا مقابلہ کیا جائے۔
5. علماء برائی کے مٹانے اور نیکی کو فروغ دینے کے لئے ایسا نظم قائم کریں جو اس فرض کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہے
6. اصلاحی و تبلیغی لٹریچر کو شائع کریں۔
7. تبلیغ کے لئے وقت نکالیں اور دین کی دعوت صرف خدا کی خوشنودی کے لئے دیں۔
8. ہر قریہ اور گاؤں میں دعوت دین کو عام کریں۔
9. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنائیں۔
10. اپنے متعلقہ علاقوں میں مختلف جماعتیں اور حلقے بنائے جائیں۔
11. ہر ماہ ان جماعتوں کا جائزہ لیا جائے۔

رضائے الٰہی

اگر رضائے الٰہی مطلوب ہو تو یہ کام آسان ہے۔ تاریخ شاہد ہے علمائے حق نے جیل کی ... کی زندگی بسر کی دین کی وجہ سے کئی سال بسر کئے۔ جب عالم کی نیت کامل اور اخلاص ہو گا تو عالم دین کے کلام میں تاثیر ہوگی۔ کلام الٰہی اگرچہ موثر ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان بذات خود اس پر عامل ہو۔

اللہ دین کی نشأتیں اس پر شاہد ہیں۔

آخری گذارش

عوام اور خواص کو چاہیے کہ وہ سب تعاون علماء کی جانب دراز رکھیں۔ تاکہ دینی باتوں کو ہر شخص تک پہنچایا جا سکے۔ مسلمانوں کی محدود تبلیغ یعنی ہفتہ میں صرف ایک مختصر خطبہ جمعہ دین کی تبلیغ کے لئے کافی نہیں۔ اور حقیقت ہے کہ شرعی مسائل کو جمعہ کے خطبوں میں نصیحت کرنا بہت مشکل معاملہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ تبلیغ کو عام کیا جائے۔

حکیم عبداللہ خان نصر (ملک)

سَیِّدُ القَوْمِ خَادِمُہُمْ

قوم کا سردار، قوم کا خادم ہوتا ہے

آں مسلمانی کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل اپنی بکریاں خود چرایا کرتے تھے اور ان کا دودھ بھی خود ہی دوہا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں پاس پڑوس اور اہل محلہ کی بکریوں کا دودھ بھی ہر ایک کے گھر جا کر مفت دوہ دیتے تھے۔

جس دن آپ کے خلیفۃ المسلمین ہونے کا اعلان ہوا۔ محلہ کی ایک لڑکی نے پریشان ہو کر پوچھا

"اب ہماری بکریاں کون دوہا کرے گا؟"

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رض نے جواب دیا۔

"میں تمہاری بکریوں کا دودھ بدستور دوہتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔"

چنانچہ آپ آخر وقت تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ پاکستان کے مسلمان ایسے بے غرض لوگوں کی راہ تک رہے ہیں۔

مدینہ منورہ کے ایک گوشہ میں ایک نابینا بڑھیا رہتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح سویرے اس کے گھر جاتے تھے اور اس کے چھوٹے موٹے تمام کام کر آتے تھے۔

ایک روز حسب معمول جب وہاں پہنچے تو دیکھا، کہ جن کاموں کے لئے وہ آیا کرتے تھے وہ کام کوئی دوسرا شخص کر گیا ہے۔ آپ واپس چلے آئے مگر پھر روز ایسا ہی ہونے لگا۔ اس خدمت سے محرومی کا آپ کو بہت قلق ہوا۔ آپ نے اس شخص کا پتہ لگانے کی کوشش کی۔ مگر کچھ پتہ نہ چل سکا۔

اس لئے اس راز کا پتہ لگانے کے لئے ایک دن آپ بہت ہی سویرے اٹھے۔ بڑھیا کے مکان کے قریب پہنچ کر ایک جگہ اوٹ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے اور اس کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ با خدمت گذار آیا۔ اور بڑھیا کے تمام ضروری کام کر کے واپس چلا گیا۔ حضرت عمر رض اسے پہچان کر حیران رہ گئے۔ کیونکہ وہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے خلیفہ بننے کے بعد غریبوں اور محتاجوں کی خبر گیری اپنے ذاتی فرائض میں شامل کر لی تھی۔

آج ہم اس جذبہ خدمت اور غمخواری کے بہت بھوکے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے حکمران ہماری خبر گیری کریں۔ ....

لیکن آج کل امرائے سلطنت اور وزرائے مملکت خوابوں سے بھی خوبصورت عالی شان محلوں، بنگلوں اور کوٹھیوں میں سنگینوں کے پہروں اور دربانوں کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ جہاں مظلوموں اور محتاجوں کی آہ و فغاں کی بھی رسائی نہیں ہے۔

وہ پہنچ ہے تری بزم طرب سے واہ واہ
نظر بن جاتا ہے وہاں گر نالہ میرا جاتا ہے

یہ سچ ہے کہ وہ خود اپنی حفاظت کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں وہ محتاجوں اور داد خواہوں کی کیا حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ مظلوم اور ریاست کا رکھوالا تو ایک عام شخص (خادم خلق) کہلاتے ہیں جس کو پاکستان کے خزانہ عامرہ سے بڑی بڑی تنخواہ ملتی ہیں مگر عموماً وہ بھی جذبہ خدمت کے تحت اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

خودی سے بے ہودہ ہی طلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

آپ دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ خدمت خلق کے یہ واقعات تو ان کے ہیں جو سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ ..... آپ ایسا خیال نہ فرمائیں بلکہ حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا اثر امتیوں میں بھی صدیوں تک رہا ہے۔ سنئے!

بحر قلزم عدن کا جو ذکر ہے کہ اطراف کے ساحلوں پر عموماً سخت تیز و تند ہوائیں چلا کرتی تھیں جن کی وجہ سے سمندر میں ہر وقت ایک تلاطم سا برپا رہتا تھا اس لئے جب بھی کوئی جہاز باہر سے آتا ہے یہاں لنگر انداز ہونے میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا۔

اس شہر نے جہاز رانوں کی اس تکلیف کا کیا خوب احساس کرتے ہوئے اس بات کا محض شوقیہ طور پر انتظام کر رکھا تھا کہ جس وقت کسی جہاز کو بندرگاہ کے قریب آتا دیکھتے تو فوراً چھوٹی کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر اس جہاز کے پاس پہنچ جاتے اسے لنگر انداز ہونے کے لئے جن رسیوں کی ضرورت ہوتی۔ یہ اس کی طرف پھینکتے اور رسے اس وقت کے لحاظ سے مناسب مقام پر لنگر انداز کر دیتے۔

یہ لوگ اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ بلکہ ہر ایک اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ پردیسیوں اور مسافروں کی خدمت کا یہ قابل قدر جذبہ ان کا جزو زندگی بن چکا تھا۔ وہ یہ خدمت بڑے شوق سے سر انجام دیتے اور اس میں بہت لطف محسوس کرتے۔

مگر آج خدمت خلق تو ایک طرف، کسی مسافر کو راستہ بتانا بھی کسر شان اور وقت کا ضیاع سمجھا جاتا ہے۔

حالانکہ خدمت خلق ایک ایسی عبادت ہے جس کے لئے دنیا اور دنیا کے تقریباً ہر مذہب نے بڑی اہمیت دی ہے سو یہ ہے خدمت سے ہی دین و ایمان کر کے دنیا میں انسان انسان

مراسلات و اطلاعات

اہم اسلامی مطالبات

مدیر محترم!

مندرجہ ذیل مرکزی جمعیت علماء احناف مغربی پاکستان کے متفقہ فیصلہ اور مطالبہ کی تائید و توثیق فرما کر اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

۱۔ پاکستان میں اسلامی احکام نافذ کر کے اسلام کا نظام عدل قائم کیا جائے۔

۲۔ فتنہ ارتداد کے سد باب کے لئے مرتد ہونا قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

۳۔ ادارہ تحقیقات اسلامیہ کو ختم کیا جائے۔

۴۔ محکمہ اوقاف کو فروغ بدعت کے بجائے اوقاف کی آمدنی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جائے۔

۵۔ پاکستانی عورتوں کو بانجھ اور جوانوں کو نامرد بنانے کی ناپاک سکیم پر قومی سرمایہ کو ضائع نہ کیا جائے۔

محمد عبد الحلیم قاسمی
مرکزی جمعیت علماء احناف۔ لاہور

قرارداد تعزیت

مجلس نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر میں ذیل الفاظ میں قرارداد تعزیت پیش کی گئی۔ مولانا نظام الدین انصاری سابق ایڈیٹر صحیفہ پاکستان اور مہتمم تنظیم اہل حدیث کے بڑے صاحبزادہ کی وفات پر بڑے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مولانا کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

ناظم مجلس نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر

داعی الی اللہ

اسلام کا فلسفۂ جنگ

تارئین کرام اس مضمون کی پہلی قسط ۹ ربیع الاول کے شمارہ میں پڑھ چکے ہیں۔ دوسری قسط حاضر ہے۔ داعی الی اللہ صاحب مسلمانوں کو کچھ بتانا چاہتے ہیں ۔ صرف کے نقطہ نظر سے ہی ان کی اشاعت کی بھی ضرورت ہے اور ان پر غور و فکر اور عمل اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ ادارہ

چھوڑ دیں گے نہ ہم کوشش تعمیر نشیمن
گر پڑی ہے اگر برق تو سو بار گرے اور
نکلے گی مسرت کی کرن چیر کے سینہ
گھر آیا ہے گھٹا غم کی تو سو بار گھرے اور

اس موضوع پر المنبر میں میرا مضمون جو ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران میں بحیثیت ایک سوال کا جواب طلب کر کے لکھا گیا تھا، ۹ ربیع الاول کو شائع ہوا ہے۔ اس دوران میں میرے دل و دماغ اور میرے گرد و پیش میں ایک زبردست تبدیلی آ چکی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن کاموں کی جلسے کے بعد تعلیم کی ضرورت تھی، ان کی تکمیل ہوئی، اصلاحات سے دوچار ہوا کہ جنگ کا بحران ہے موجودہ نظام تعلیم پر جو اس کا مبنی تھا اس کی آخری اساس کی دیواروں میں بھی رخنہ نظر آ رہا ہے۔

ان دنوں نوائے وقت میں ایک پرانے استاد انگریزی تمر جرنلسٹ اور صدر شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی جناب احمد صدیقی صاحب کا ایک مضمون اس عنوان سے نکلا ہے۔

"نظریۂ علم و افراد علمی بحران ابھی دور نہ ہوا" یہ مضمون ۹ رجب کو شائع بھی ہوا ہے جس کا عنوان ہے "زندگی سے احتیاج یا فرار" سے طلبہ ... مسعود صاحب کا ہے جو سی ایس پی ہونے کے علاوہ ویسے بھی سب سے بڑے علمی مرکز لاہور کے کمشنر ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی سال حج کی سعادت سے نوازا۔ اور جو کچھ میں نے حجاز میں خانہ کعبہ اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و جوار میں روحانی فضا کے باہر کے ماحول میں بالخصوص مدینہ منورہ میں بالعموم محسوس کر کے دیکھ کر آیا ہوں اس نے مجھے یکسر بدل دیا ہے۔ ع

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو

میں شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ اسلام کی جنگ اب علمی محاذ سے زیادہ علمی اور روحانی محاذ پر لڑی جائے گی۔ اس محاذ پر نوجوانوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ ابھی ضرورت ہے کہ ہر مسجد کے منبر پر ایسے لوگ ہوں جو مسلمانوں کے نوجوانوں میں جنگ کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے۔ یہ جہاد کی تیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے۔

المنبر کی ۹ ربیع الاول کی اشاعت میں مدیر المنبر کے خطبہ کا یہ اقتباس پڑھ کر جی چاہتا ہے اس کے بعد یہاں اقتباس دیئے ہیں جنہیں میں نے ... کر کے عمل میں لانا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ

اقتباس

"خطرہ اسلام کو نہیں مسلمانوں کو درپیش ہے جیسے کہ عرض کیا گیا اور دین کا مستقبل تو بہرحال روشن ہے اور دین کو کسی قسم کا خطرہ نہیں۔

مگر یہ سوال کہ جب کسی خطرے کا اظہار کیا جاتا ہے یا اسلام کے خلاف ہو رہی کسی کسی دور میں یا بالخصوص آج دنیا میں اسلام چھائے ہوئے ہیں ان کی جانب مسلمانوں کو توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کا معنی یہ نہیں کہ اسلام کے بارے میں کسی خطرہ کا احساس دلایا جا رہا ہے۔ اسلام تو دین حق ہے۔ وہ اس وقت بھی دین حق تھا جب سوائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کا ماننے والا کوئی موجود نہ تھا۔ اسلام اس وقت بھی دین حق تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بستر چھوڑ کر رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے نکل جانا پڑا۔ اور آپ غار ثور میں پناہ گزین تھے۔ اس وقت بھی یہ دین حق تھا۔ جب میدان بدر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ رہے تھے۔

اللّٰھم ان تشا و ان لا تعبد

بعد الیوم فی ھذہ الارض ابدا

اے اللہ اگر تیری مشیت یہ ہے کہ آج کے دن کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی شخص نہ دکھائی دے تو مٹھی بھر گروہ کو ہلاک کر دے ہمیں اس سے انکار نہیں۔

یہ دین اس وقت بھی دین حق تھا جب خاتم النبیین ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے درمیان خطبہ حجۃ الوداع فرما رہے تھے۔ اس شان و شکوہ کے موقع پر بھی یہ دین دین برحق تھا۔

آج بھی یہ دین دین برحق ہے۔ خواہ اس کو ماننے والے اس کو چھوڑتے چلے جا رہے ہوں اور جب وہ دن آئے گا جب امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نائب اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر شریعت کو اس دن جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اس دنیا میں رائج کریں گے ....

جب کسی شخص یا کسی قوم کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ٹوٹ جائے۔ اس کا تعلق اپنے رب سے نہیں رہتا اور جس قوم کا تعلق اور جس فرد کا رشتہ اپنے رب سے ٹوٹ جاتا ہے اسے خدا کے خوفناک عذاب سے بچانے والی کوئی طاقت نہیں ہے۔

وہ عذاب اس دنیا میں بھی آ سکتا ہے اور قیامت کے دن بھی اس کا آنا یقینی ہے اور مسلمانوں کو اس سے بچنا ہوگا۔"

آج یہ حیثیت ایک فرد کے مفکر حاضر و ناظر سمجھ کر اس حقیقت کی تصدیق کرتا چلا میں ان میں اپنا ایمان تازہ رکھتا ہوں ان شاء اللہ العزیز میرا عمل اس حقیقت پر شاہد عادل ہوگا جو کسی جماعت کا امیر نہیں۔ میرے ساتھی اس حقیقت کے اعلان پر اور اس کے بعد سوچ میں پڑ جائیں گے۔ اس بھری دنیا میں اس عصر میں بھی دنیا میں ایسی بے قدر بات آواز اور بے مصلحت ناشناس وحشی کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ ۳۰ سال کی عملی زندگی میں بار بار یوں ہی دیکھا ہے کہ میرا اعلان حق پر ہے دوستوں کو بکھرتے دیکھا۔ بیٹوں کو جدا ہوتے اور رفیقوں کو منتشر ہوتے دیکھا جن زبانوں پر میری تعریف تھی ان سے گالیاں سنیں۔ مگر خدا گواہ ہے کہ اس کے باوجود مجھے ہمیشہ اس موقف کی سچائی پر یقین رہا اور یقین ہے آج خیال نہیں آ رہا مگر اور اللہ کی مدد سے عنقریب اس خیال کو مشاہدہ بنا کر سامنے لائیں گے۔ آپ اس وقت اسی مجمع کا شکار ہو کر رہ جائیں گے جس کا مظاہرہ آج عرب دنیا میں ہو رہا ہے۔

میرا اپنی قوم کو اس منزل پر یہ دعوت دینے کا مقصد یہی ہے کہ اٹھو آباؤ اجداد کی تاریخ دہرانے کا وقت آ گیا ہے۔ اب ماضی کا جاہ و جلال تم پر نثار ہوگا۔ اور تم پچھلی شان و شوکت کے مالک بن جاؤ گے۔ عمل کا آغاز وقت ہے۔ اب یہ وقت ہے اور ابھی یا ہاں شرط یہی ہے جو آباؤ اجداد کے لئے تھی اور سب کے لئے ہے۔

آؤ غور کریں۔

کوہسار ہے دریاؤں اور سمندروں کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اونچی موجوں اور اٹھتے طوفانوں کی اصل وہ قطرے ہیں جو برفانی چوٹیوں سے یا بادلوں کی آغوش میں سے ایک ایک کر کے نکلتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی ہیں کہ قطرے مل کر بڑے بنتے ہیں اور طوفان انہی کے دم سے اٹھتے ہیں۔

ان کی زندگی میں یہی منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ افراد قطرہ کی طرح قومی زندگی کے دریا بہاتے ہیں اور ان میں انقلابات کے طوفان لاتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ گزرنے کی صورتوں سے جماعت قطرہ قطرہ جمع ہوئے اور پھر ایسا سیلاب اٹھنے لگا کہ روئے زمین جو اپنے چلو میں بہت کچھ بہا لے گیا۔ کارواں کے خیال میں ہوئے تصور کا ستارہ طلوع شروع میں ایک ہی تھا پھر روشن ہوا اور رفتہ رفتہ ایک عالم کو بقعۂ نور بنا گیا۔

قرآن حکیم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دنیا کے لئے ایک ... دو کے مقابلہ پر ہو ... اور سو ... دو سو پر ... رہے۔

(باقی صفحہ پر)

بقیہ۔ اسباب عروج وزوال

صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر بستی اور شہر کے باشندوں میں جو سب سے بڑے اور معتمد علیہ شمار ہوتے ہیں، ان کو اہل حل وعقد بنا دیا جائے۔ اس مجلس میں سرداران قبائل بھی ہوں علماء و صلحاء بھی ہوں۔ وہ اپنی صوابدید سے جس کو قابل اور لائق سمجھیں اس عہدہ کے لئے نامزد کریں۔ کسی کو خود درخواست کرنے اور اپنے حق میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے دورہ کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ کہ اس صورت میں حکومت کا خرچ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اور ووٹ حاصل کرنے میں بعض دفعہ دباؤ اور جلسے سے بھی کام لیا جاتا ہے اور نااہل پاس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر محکمہ کا سربراہ قابل اور لائق آدمی کو بنایا جائے۔ صرف ڈگری یافتہ ہونے کو دیکھا جائے۔ کہ بعض دفعہ نااہل بھی ڈگری پا لیتا ہے۔ ہر کام کے لئے جس قابلیت کی ضرورت ہے اہل حل وعقد اس کو خود جانتے ہیں، اس کے ساتھ اس وسعت کو بھی دیکھنا ضروری ہے۔ جس پر اس آیت میں تنبیہ کی گئی ہے۔

ان الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔

بقیہ۔ اسلام میں فلسفہ جنگ

انقلاب کے پیش رو ایسے افراد ہوں گے اور پاکیزہ مسلمان ہوں گے جن کے متعلق اقبال نے کہا تھا۔

زندگانی کی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ

جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی

ہر مشکل کو۔ چلتے خطرے کا نام سمجھتے اور اگلے معرکہ کا انتظار فرماتے۔

موجودہ نظام تعلیم سطحی، ناقص اور انگریزی دور کی غلامانہ پیداوار ہے

ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں محسن انسانیت کا نمونہ سامنے رکھنا چاہیئے ۔ ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ریجن

موجودہ نظام تعلیم جس پر ہم کروڑوں روپے سالانہ صرف کر رہے ہیں اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسلیں جس نظام تعلیم کی زہرناکیوں سے مسموم ہو رہی ہیں اور اس کے اس بدترین نتائج مشاہدہ کرنے کے بعد دانشمندوں کا اضطراب روز افزوں ہو رہا ہے اسی سلسلے کی تازہ ترین کڑی ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ریجن سید غلام مصطفیٰ شاہ کا وہ اظہار خیال ہے جو آپ نے سٹیٹ پورہ گورنمنٹ ڈگری کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں کہا۔

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج نے انگریزی میں رپورٹ پڑھ کر سنائی جس کے جواب میں مہمان خصوصی سید غلام مصطفیٰ شاہ کا نووکیشن سے اردو میں خطاب ہوئے اور سامعین نے بے پناہ تالیاں بجائیں۔ آپ نے کہا کہ

ہمیں اس زبان میں بات کرنے کی عموماً کوشش کرنی چاہیے جسے زیادہ سے زیادہ افراد سمجھ سکیں آپ نے کہا کہ خدا کرے کہ وہ موقع جلد آئے جب ہم یہ نئے زمیں کو ہیں کون سی زبان اختیار کر لیا ہے آپ نے موجودہ نظام تعلیم کو سطحی، ناقص، انگریزی دور کی غلامانہ پیداوار قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ امتحانات اور پرچوں کا سلسلہ ہو رہا ہے زیادہ بلکہ سب ہمیں صرف نکلنے کے لئے انگریزوں کے وضع کردہ تھے۔ اور آج اس نظام نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ استاد اور شاگرد کے درمیان بُعد دن بدن بڑھتا جا رہا ہے بلکہ ان مقدس رشتوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو چکی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں محسن انسانیت کے کردار کو نمونہ بنا کر سامنے رکھنا چاہیئے اور اس طرح ہم اپنے آپ کو بہتر بنا سکتا ہے۔

ڈائریکٹر تعلیمات کی تقریر کے بعد جلسہ کی باقی کارروائی اردو میں ہوئی۔

نوٹ۔ ہم قارئین کو عام دعوت دیتے ہیں کہ اگر وہ فکر یا انداز گفتگو یا اسلوب عمل کے تعین میں کوئی کمی، غلطی یا کوتاہی پائیں تو برملا اصلاح فرمائیں۔ مدیر اس دنیا میں نتائج کے لحاظ سے اور آخرت میں ثواب کے نقطہ نظر سے اللہ کے ہاں دامن گیر ہوں گا۔

دگر بینی کہ نابینا و چاہ است

دگر خاموش بنشینی گناہ است

اعلان

ادارہ سبق ناظر (وقف) نے کچھ عرصہ سے بزبان سبق ناظرہ سبق اسلام مصنفہ حکیم حافظ عبدالمجید صاحب نابینا اس کے علاوہ ادارہ تعلیمات اسلامیہ جناح کالونی کی چند کتابیں خدا کی ہستی، خدا کی صفات، ترجمہ اور توحید بریل میں شائع کی ہیں۔ نابینا طلبا اور عوام جو ان سے استفادہ کرنا چاہیں مفت طلب فرمائیں۔ ارسال فرمانے پر یہ کتابیں مفت بھیج دی جائیں گی۔

ادارہ سبق ناظرہ (وقف) گلی جامع مسجد کچہری بازار لائل پور

۹... اتحاد عالم اسلامی

سکتی ہے اور یہ ہے کہ ان ممالک کے درمیان ... اور ... کے ممالک کے ... کو ... کے مسائل ... عوام سے ... ہیں، وہ بھی عوام کے قریب آئیں ... اور ... سے ... ہیں ... عوام ... کے نام پر ... کی ... ضرورت ہے ... ایک ... کانفرنس کریں ... اور ... کے ... کی ... بلکہ ایسی ... کی ... کو ... ہوگا۔

اس ہفتے میں

عالم اسلام کی سرگرمیاں

لیبیا کے وزیر اعظم نے بتایا ہے کہ ... اور تونس اور ... کے درمیان ... کی کوشش کر رہا ہے ... دونوں ملکوں کے درمیان ... سعودی عرب کے ... ہیں اور امید ہے کہ ... ختم ہو جائیں گے۔ لیبیا کے وزیر اعظم نے حال ہی میں ... کے صدر ... اور تونس کے صدر بو رقیبہ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی تھی۔

عرب متحدہ کانفرنس نے اردن کے مقبوضہ علاقے سے اسرائیلی مصنوعات کے عرب ملکوں میں داخلہ پر پابندی لگا دی ہے۔ تاہم زرعی اجناس کی درآمد پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ ۱۹۴۸ء سے اسرائیل کا بائیکاٹ جاری ہے۔ ... دو ہزار سات سو غیر ملکی کمپنیوں اور ۱۸۰ جہازوں کو اسرائیل کے ساتھ کاروبار کرنے کی بنا پر بلیک لسٹ کر دیا ہے۔ مغربی جرمنی کی دو جرمن کمپنیوں کو اسرائیل سے کاروبار ختم کرنے کی یقین دہانی پر بلیک لسٹ سے خارج کر دیا گیا۔

سوڈان نے سعودی عرب اور جمہوریہ یمن کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے سوڈان کے وزیر اطلاعات و نشریات جناب رشید ... نے بتایا ہے کہ مصالحت کے لئے یمن کے وزیر اعظم نے درخواست کی تھی۔

الجزائر کے سابق صدر بن بیلا بالکل تندرست ہیں ان کے خاندان کے افراد نے حال ہی میں ان سے ملاقات کرنے کے بعد یہ بات بتائی ہے بن بیلا پچھلے ... برس سے نظربندی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

الاہرام کے ایڈیٹر حسنین ہیکل نے ایک اداریہ میں جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کی شکست کے اسباب بیان کئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عرب ملک کی شکست کا سبب یہ تھا کہ مصر کی سابق فوجی کمان نے اپنی طاقت کا جو اندازہ کیا تھا اور دشمن کی اس کی اصلی طاقت سے بہت کمزور سمجھ رکھا تھا ... مصر کے مقابلے میں اسرائیل کے پاس ... تھے۔

ہیکل نے لکھا ہے کہ عرب سیاسی اور فوجی اعتبار سے یہودیوں کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہ تھے ...

... جنگ میں شکست ہوگئی ... اور ... مصری فوج کی تربیت ... بہت کمزور تھی ... فیلڈ مارشل ... کر رہی تھی۔ اور خود مصری فوج بھی جنگی مہارت میں ... کے ... اپنے منصوبوں کے لئے پورا وقت نہیں دیتے تھے۔

مصر کے صدر جمال عبدالناصر روس اور یوگوسلاویہ کے دورے کے بعد عراق جائیں گے۔ صدر ناصر کا یہ دورہ عرب ملکوں کے دورے کے سلسلے کی ایک کڑی ہوگا جس میں اردن اور شام بھی شامل ہیں۔ جہاں وہ محاذوں کا معائنہ کریں گے۔

جمہوریہ یمن کے سربراہ مملکت جناب عبدالرحمان ... نے ... اعلان کر کے اپنی قوم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ وہ صدارت سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ماہ کے لئے اس عہدے پر فائز ہوئے تھے اور یہ مدت اب ختم ہو چکی ہے اس لئے وہ اس عہدے پر فائز رہنے کی کوئی خواہش نہیں رکھتے۔

اسرائیل نے اردن کی ... پر پھر فائرنگ کی۔ اردن کے فوجی ترجمان نے کہا ہے کہ اسرائیل نے اچانک ... اردن کے مشرقی کنارے پر فائرنگ شروع کر دی اور ... منٹ تک لگاتار فائرنگ ہوتی رہی۔

علاقائی تعاون برائے ترقی کی صحت کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ... امراض پر قابو پانے کے لئے تہران اور کوئٹہ میں صحت کے مراکز قائم کئے جائیں۔

اردن کے وزیر مواصلات ... پاکستان کے دورے پر کراچی پہنچے۔ اپنے قیام کے دوران وہ وزارت مواصلات اور ... اور ... سے تبادلہ خیالات کریں گے۔ پاکستان اور اردن ... مواصلاتی تعاون کو بڑھانے کے ... بعد ... دورہ پر تشریف لائے ہیں۔ وہ ... فیکٹری کا معائنہ بھی کریں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھئے۔

(عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر و پبلشر نے پاکستان الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی لائلپور سے شائع کیا)